TADABUR-E-ULOOM-E-ISLAMIA RESEARCH JOURNAL (TUIRJ)
ISSN (Online): 2790-8879
ISSN (Print): 2790-8860
VOLUME 1 ISSUE 2 (JULY-DEC 2023)

Research Overview on Marriage and Revocation of Marriage

نکاح اور تنسیخ نکاح کا تحقیقی جائزہ

Qayyum Bibi
Visiting Lecturer, The Islamia University Bahawalpur Pakistan, Qayyombibi379@gmail.com

Abstract

The institution of the family commences with the sanctified and sacred contract of marriage between a man and a woman. The success of both familial and societal structures hinges significantly on the integrity of this contract. Consequently, Shariah law places immense importance on marriage, establishing specific terms and conditions to ensure its sustainability and to provide mechanisms for its dissolution under unavoidable circumstances, thereby reinforcing the family's stability. The revocation of marriage refers to the dissolution of the marital bond. When a woman petitions a Dar-ul-Qaza or Shariah Panchayat for the annulment of her marriage, citing reasons documented in jurisprudential texts, the judge evaluates the petition. Upon deeming the request valid, the judge initiates due process proceedings, ultimately leading to the annulment of the marriage. According to Shariah, this annulment is permissible and carries no stigma or abomination.

Keywords: Marriage, Revocation, Breaking, Dar-ul-Qaza, Shariah, Husband, Jurisprudence, Judge

نکاح کا مفہوم واہمیت

خاندان کا آغاز مرد وعورت کے درمیان ایک پاکیزہ اور مقدس معاہدے سے ہوتا ہے جسے نکاح کہا جاتا ہے۔خاندان سے لیکر معاشرے تک سارے عمل کی کامیابی کا بڑی حد تک دارومدار اسی معاہدے پر ہوتا ہے۔اس لیے شریعت میں اس معاہدے کو بڑی اہمیت دی گئی ہے اس کے قیام وبقاء اور ناگزیر حالات میں خاتمے کیلئے احکام وشرائط وضع کیے گئے ہیں تاکہ اس خاندانی اساس کو زیادہ سے زیادہ مضبوط اور مستحکم بنایا جائے۔

نکاح کا لغوی مفہوم

لغت کی روسے نکاح "نکح" سے مصدر ہے جس کا معنی ضم ہونا ہے۔یعنی ایک چیز کا دوسری چیز میں اس طرح جذب ہو جانا کہ دونوں مل کر ایک چیز بن جائے۔اہل عرب کہتے ہیں "نکح المطر الارض"(بارش کا پانی زمین میں جذب ہوگیا)اسی طرح جب درختوں کی ٹہنیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو کر جھنڈ کی صورت اختیار کرلیں تو کہا جاتا ہے۔"تناکحت الاشجار"(درخت ایک دوسرے میں پیوست ہوگئے)۔(1)

فقہی تعریف

فقہی اصطلاح کے طور پر نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے جس کے ذریعے مرد وعورت کے درمیان جنسی تعلق جائز اور اولاد کا نسب صحیح ہو جاتا ہے۔اور زوجین کے مابین حقوق وفرائض پیدا ہو جاتے ہیں۔(2)

اس تعریف سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

نکاح ایک قانونی معاہدہ ہے جو ایجاب و قبول کے ساتھ وجود میں آتا ہے

یہ ایک ایسا عقد ہے جس کے بعد مرد و عورت کے لیے ایک دوسرے سے جنسی لذت اٹھانا جائز ہوتا ہے

اسکا اہم مقصد اولاد کا حصول ہے

حضرت ابو ہریرہ نے نکاح کی تعریف اس طرح کی ہے۔

"انہ عقد یفید حل العشرة بین الرجل والمراءة وتعانیھماو یحدد ما یکلمھما من حقوق وما علیہ من واجبات(3)

یہ ایک ایسا عقد ہے جس سے مرد و عورت کیلئے اکٹھے رہنا جائز ہے اور ایک دوسرے سے تعاون کرنا لازم ہے اور دونوں کے حقوق و فرائض کا تعین ہو جاتا ہے۔

نکاح کی ضرورت و اہمیت

نکاح ایک فطری، معاشرتی، دینی، اخلاقی اور روحانی ضرورت ہے۔

اسلامی شریعت نے فطرت انسانی کے عین مطابق اپنے پیچیدہ حالات اور نازک مواقع پر زوجین کے درمیان علیحد گی کی اجازت دی ہے اور بعض دوسرے مذاہب کی طرح نکاح کے بندھن کو ہر حال میں ناقابل تنسیخ قرار نہیں دیا۔ بلکہ خوش اسلوبی سے علیحد گی کی خاطر طلاق، خلع اور فسخ نکاح جیسے تفریق کے مختلف راستے فراہم کیے ہیں تاکہ میاں بیوی جدا ہو کر زندگی کی نئی راہیں تلاش کر سکیں۔

تنسیخ کے لغوی معنٰی

تنسیخ کے لغوی معنٰی ہے رد کرنا، باطل کرنا، منسوخ کرنا، فسخ کرنا۔

تنسیخ کی اصطلاحی تعریف

زوجہ نے عدالت میں کوئی عذر پیش کیا اور اس عذر کی بناء پر شوہر سے علیحد گی کا مطالبہ کیا تو عدالت اس پر گواہ طلب کرے گی اور اگر عذر ثابت ہو جائے تو عدالت شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے گی اگر شوہر اس پر راضی نہ ہو تو خلع پر رضامند کرے گی اور اگر خاوند اس پر بھی راضی نہ ہو تو عدالت نکاح کو فسخ کر دے گی۔

تنسیخ نکاح بذریعہ قرآن

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَ مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ" (4)
-

"اگر تم کو اندیشہ ہو کہ وہ (زوجین) اللہ کی حدیں قائم نہ رکھیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اس میں بدلہ دے کر عورت علیحد گی حاصل کرے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور ان سے تجاوز نہ کریں اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کریں تو وہ لوگ ظالم ہیں۔"

بذریعہ عدالت تنسیخ نکاح کی ضرورت:

جب عورت کو اس کے حقوق سے محروم کیا، خاوند اس پر ظلم کرے نہ تو اس کو اس کے حقوق دے اور نہ ہی طلاق اور نہ ہی خلع کا معاہدہ کرے تو ایسی صورت میں کوئی تو طریقہ ہو جو عورت کو ظلم کی چکی میں پیس لینے سے بچائے۔

اسلام کسی کے حقوق پامال کرنے یا کسی نفس پر ظلم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اگر عورت خاوند کے حقوق پورے نہیں دیتی تو خاوند کے پاس طلاق کا حق ہے اس حق کے علاوہ اور بھی حاکمانہ حقوق ہیں جن کو احسن طریقے سے استعمال کر کے وہ اپنے حقوق وصول کر سکتا ہے لیکن اگر خاوند عورت کے حقوق پامال کرے، نان و نفقہ نہ دے یا ظلم و زیادتی کرے، حقوق زوجیت سے محروم کرے، امساک بمعروف او تسریح باحسان پر عمل نہ کرے

تو عورت عدالت میں اپنا حق لے کر جاتی ہے اسلام نہ تو کسی کو ظالم بننے کی اجازت دیتا ہے نہ مظلوم بننے کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ"(5)

"نہ تم ظالم بنو نہ تم پر ظلم ہو۔"

لہذا مرد ہو یا عورت دونوں کے حقوق ہیں ایک کا حق دوسرے کا فرض بن جاتا ہے اور جب مرد عورت کے حقوق پورے نہیں کرتا اس پر ظلم وزیادتی کرتا ہے تو عدالت کی ضرورت پیش آتی ہے اور تنسیخ نکاح کے ذریعے اس ظلم وزیادتی کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

زوجین میں علیحدگی کی مختلف صورتیں

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی بیویوں پر ظلم کرتے تھے، نہ بیوی بنا کر ان کو اپنے گھر رکھتے اور نہ طلاق دے کر ان کو نکاح سے آزاد کر دیتے تھے۔ اسی طرح آج بھی کچھ مسلمان ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ نہ چھوڑیں گے اور نہ رکھیں گے۔

طلاق:

لفظ طلاق با تطلیق عقد نکاح کے توڑ دینے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۖ فَاِمْسَاكٌ ۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ ۢ بِاِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَـكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَ لَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۗ فَاِنْ خِفْتُمْ اَ لَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۗ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ"(6) ۔

"طلاق دو بار ہے پھر یا تو قاعدہ کے مطابق رکھ لینا ہے یا خوش اسلوبی کے ساتھ رخصت کر دینا ہے اور تمہارے لئے یہ بات جائز نہیں کہ تم نے جو کچھ ان عورتوں کو دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو اگر یہ کہ ان دونوں کو ڈر ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدوں پر قائم نہ رہ سکیں گے۔ پھر اگر تم کو یہ ڈر ہو کہ دونوں اللہ کی حدوں پر قائم نہ رہ سکیں گے تو دونوں پر گناہ نہیں اس مال میں جس کو عورت فدیہ میں دے دے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے باہر نہ نکلو اور جو شخص اللہ کی حدوں سے نکل جائے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

"پھر اگر وہ اس کو طلاق دے دے تو اس کے بعد وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں ہے جب تک وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے پھر اگر وہ مرد اس کو طلاق دے دے تب اس پر گناہ نہیں ان دونوں پر کہ وہ پھر مل جائیں بشرطیکہ انہیں اللہ کی حدوں پر قائم رہنے کی توقع ہو۔"

"یہ اللہ تعالیٰ کے ضابطے ہیں جن کو وہ بیان کر رہا ہے ان لوگوں کیلئے جو دانشمند ہیں۔"

طلاق کا جواز:

"ان رجلاً قال : یارسول اللہ ﷺ انتعنتیامر اۃًلاتر دُیدلایدی ، قال : طلقھا ۔"(7)

"ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے نکاح میں ایک عورت ہے وہ کسی چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں روکتی، آپ ﷺ نے فرمایا کی اسے طلاق دے دو۔"

خلع

خلع کا لغوی معنی:

لغت میں اس لفظ کا استعمال کپڑا اتارنے یا زوجیت کو ختم کرنے کے مفہوم میں ہوتا ہے۔

خلع کا مفہوم

اگر میاں، بیوی میں کوئی نبھاؤ کی کوئی صورت نہ رہے اور شوہر بلا عوض طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو عورت کیلئے یہ راستہ تجویز کیا گیا ہے کہ وہ خلع کی پیش کش کر کے اپنے آپ کو آزاد کروالے، خلع کو عورت کے اختیار میں رکھا گیا ہے یعنی جس طرح جب مرد کو عورت سے تکلیف ہو تو مرد کیلئے طلاق کا راستہ ہے اسی طرح عورت کو مرد سے تکلیف ہو تو اس کیلئے خلع کا راستہ ہے لیکن خلع کیلئے شوہر کا اسے قبول کرنا ضروری ہوتا ہے یعنی خلع تب درست ہوتا ہے جب زوجین کی باہمی رضامندی ہو۔

خلع کا یہ طریقہ ہے کہ بیوی خلع کے بدلے مہر معاف کر دے یا کوئی اور چیز بدلے خلع کے طور پر دے دے۔

خلع کا جواز قرآن وحدیث سے

قرآن پاک میں ہے کہ جب کوئی عورت کا اپنے خاوند سے نباہ ممکن نہ ہو اور عورت مرد سے آزادی چاہتی ہو تو کچھ رقم دے کر وہ اس سے آزاد ہو جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنْ خِفْتُمْ اَ لَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ" (8)

تمہارے لئے حلال نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ رکھیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں، اس میں بدلہ دے کر عورت آزاد ہو جائے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کریں تو وہ لوگ ظالم ہیں۔

"فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـئًا مَّرِيْٓـئًا"(9)

"پھر اگر وہ (تمہاری بیویاں) اس میں سے کچھ تمہارے لئے چھوڑیں خوشی سے تو تم اس کو ہی خوشی سے کھاؤ۔"

حدیث مبارکہ ہے:

"عن ابن عباس ، ان امراۃً ثابت بن قیس انت النبی ﷺفقالت : یارسولاللهﷺثابتبنقیس، ما اعتیب علیہ فی خلق ولا دین ولٰکنی اکرہ العز فی الاسلام ، فقال رسول الله ﷺاتردین علیہ حدیقتہ؟قالت : نعمقال رسولاللهﷺاقبل الحدیقۃ وطلقھا تطلیقہ "(10)

"عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ثابت بن قیس کی زوجہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ثابت بن قیس کے اخلاق و دین کی وجہ سے کوئی شکایت نہیں (یعنی ان کے اخلاق بھی اچھے ہیں اور دیندار بھی ہیں) مگر اسلام میں کفران نعمت کو میں پسند نہیں کرتی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کا باغ (جو مہر میں تجھ کو دیا تھا) تو واپس کرے گی؟ عرض کی ہاں۔ آپ نے ثابت بن قیس سے فرمایا کہ تم باغ لے لو اور طلاق دے دو۔"

موت

زوجین میں سے کسی ایک کے انتقال سے زوجیت کا تعلق ختم ہو جاتا ہے اسی لئے شوہر کیلئے اپنی فوت شدہ بیوی کے انتقال کے بعد اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے تاہم کچھ احکام کے اعتبار سے زوجیت کا رشتہ بعد از وصال بھی برقرار رہتا ہے جیسے زوجین میں سے جو زندہ ہو گا وہ دوسرے کا وارث بنے گا۔ بیوی خاوند کے انتقال کے بعد عدت گزارے گی اور سوگ کرے گی وغیرہ وغیرہ۔

تنسیخ نکاح کے اسباب واثرات

تنسیخ نکاح کے اسباب

ضروری نہیں کہ ہر شادی یا ہر نکاح کامیاب ہو بلکہ بعض اوقات ایسے حالات اور ایسی صورتیں پیدا ہو جاتیں ہیں کہ جہاں نکاح ختم ہو جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔ اور وہ صورتیں یا اسباب جن کے ذریعے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں:

عنین

عنین (نامرد) اسے کہتے ہیں جس کا عضو مخصوص ہو تو مگر وہ عورت سے جماع نہ کر سکتا ہو یا تو عضو مخصوص اتنا چھوٹا ہو یا منصف کے باعث، مرض کے باعث یا کسی اور وجہ سے عورت سے جماع نہ کر سکتا ہو تو وہ عورت کے حق میں عنین ہے۔

فسخ نکاح کیلئے عورت قاضی کے پاس جائے گی اور قاضی کی عدم موجودگی میں یا عدم فراہمی میں انگریزی عدالت کے جج کے ہاں دعویٰ کرے گی اگر عدالت بھی میسر نہ ہو تو مسلمانوں کی ایک جماعت کے سامنے اپنا دعویٰ رکھے گی اور اس کے چند شرائط ہیں:

قاضی تحقیق کرے گا اور دعویٰ ثابت ہونے کی صورت میں ایک سال علاج کیلئے مہلت دے گا۔(11)

عورت کی عنین سے تفریق کیلئے ان شرائط کا ہونا لازمی ہے:

عقد نکاح سے قبل مرد کے عنین ہونے کا علم نہ ہوا گر پہلے سے علم تھا تو اب نکاح کے بعد عورت کو تفریق کا اختیار نہیں۔

نکاح کے بعد ایک بار بھی جماع نہ کیا ہو اگر ایک بار بھی جماع کر لیا تو اختیار ختم ہو گیا۔

نکاح کے بعد عورت نے ایک بار بھی عنین کے ساتھ رہنے کی رضامندی ظاہر نہ کی ہو (بوسہ و کنار رضامندی نہیں)

علیحدگی کی صورت میں عورت کو پورا حق مہر ملے گا اور اس پر عدت واجب ہوگی اور عورت کو تفریق کا مطالبہ اسی مجلس میں کرنا چاہئے جس میں قاضی نے اسے اختیار دیا اور اگر عورت نے اسی مجلس میں اس اختیار کو استعمال نہ کیا اور دوسرے کام میں مشغول ہوگئی تو اس کا اختیار باطل ہو جائے گا۔(12)

اسی طرح فقہاء نے کہا ہے کہ ایک بار عنین سے جماع کر لیا تو عورت کا حق ختم ہو گیا، حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوجیوں پر پابندی لگائی کہ وہ چھ ماہ سے زیادہ گھر سے باہر نہ رہیں اور اسی طرح حضرت کعب نے شوہر کو حکم دیا کہ وہ چار دن میں ایک مرتبہ بیوی سے لازمی ملا کرے۔(13)

عورت بھی مرد کی طرح جنسی خواہش رکھتی ہے یوں پوری زندگی میں ایک بار جماع کرنے سے اس کا حق ختم نہیں ہو سکتا اس لئے زوجہ عنین کیلئے حق فرقت ہونا چاہئے اگرچہ ایک مرتبہ جماع کر چکا ہو۔(14)

مجبوب

اگر خاوند مجبوب ہو تو ایسی صورت میں قاضی معائنہ کرا سکتا ہے اور اگر خاوند واقعی مجبوب ہو تو فوراً تفریق کرا سکتا ہے اور مجبوب اسے کہتے ہیں کہ جس کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو۔

زوجہ متعسر:

متعسر اس شخص کو کہتے ہیں جو فقر و افلاس کے باعث بیوی کو نفقہ نہ دینے پر قادر ہو زوجہ متعسر بھی زوجہ منفعت کی طرح ہے فرق یہ ہے کہ منفعت اگر مجلس میں نفقہ نہ دینے پر اپنی رضا ظاہر کرے تو قاضی فوراً علیحدگی کرا دے گا لیکن متعسر میں ایک ماہ کی مہلت دی جائے گی۔

خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں:

مالکیہ مذہب میں قاضی کو اختیار ہے کہ وہ اپنے اجتہاد سے مہلت دے۔(15)

مالکی مسلک میں دیگر شرائط کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ عورت کو نکاح سے پہلے تنگدستی کا علم تھا تو وہ اب فسخ کا حق نہیں رکھتی، جبکہ شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں ایسا نہیں ہے بلکہ اگر عورت کو مرد کی تنگدستی کا علم پہلے بھی تھا تو وہ اب بھی فسخ کا حق رکھتی ہے۔

زوجہ مفقود الخبر:

مفقود الخبر اس آدمی کو کہتے ہیں جو گم ہو گیا ہو اور خوب تحقیق و تفتیش کے بعد بھی کوئی پتہ نہ لگے۔

حنفیہ شافعیہ:

جہاں تک مفقود کی بیوی کے دوسرے نکاح کی بات ہے تو اس کی بیوی کو اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک مفقود کے عمر کے لوگ ختم نہ ہو جائیں اور بعض صورتوں میں ہے کہ جب قاضی کو مفقود کی ہلاکت کا غالب گمان ہو جائے تب وہ مفقود کی زوجہ کو نکاح ثانی کی اجازت دے دے۔(16)

امام مالک فرماتے ہیں کہ قاضی کے پاس مفقود کی زوجہ کو 4 سال تک انتظار کرنا چاہئے۔ امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے۔(17)

مالکیہ کے ہاں سوائے اس صورت میں کہ عورت نے جب دوسرے مرد سے نکاح کیا تو اس کو علم ہی نہیں تھا کہ اس کا پہلا شوہر غائب ہے۔ باقی تمام صورتوں میں پہلا خاوند جب بھی واپس آئے گا عورت کو اسی کے پاس واپس جانا ہوگا۔ حنفیہ کے ہاں یہ ہے کہ پہلا شوہر جب بھی واپس آیا، بیوی کو اسی کی طرف جانا ہوگا اگرچہ دوسرے شوہر کو پہلے شوہر کے غائب ہونے کا علم تھا یا نہیں تھا۔(18)

زوجہ غائب غیر مفقود:

ایسا شوہر جو لاپتہ نہ ہو لیکن اس کا کوئی متعین پتہ نہ ہو، یا پتہ ہو لیکن وہ خود نہ آتا ہو نہ بیوی کو اپنے پاس بلاتا ہو نہ عورت کا نفقہ دیتا ہو نہ حق زوجیت ادا کرتا ہو تو ایسا آدمی غائب غیر مفقود کہلاتا ہے۔(19)

اس کی بیوی قاضی کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے گی اور درج ذیل باتیں ثابت کرے گی:

(1) اس غائب غیر مفقود کے ساتھ میرا نکاح ہوا تھا۔ (2) اس نے نفقہ نہیں دیا۔

(3) نہ اس نے نفقہ بھیجا ہے۔ (4) نہ یہاں کوئی انتظام کیا۔

(5) میں نے نفقہ معاف نہیں کیا پھر ان تمام باتوں پر قسم کھائے گی۔

اگر کسی عزیز رشتہ دار نے کفالت کی ذمہ داری لے لی تو صحیح ہے ورنہ قاضی دو عادل آدمیوں کو اس غائب غیر مفقود کے پاس بھیجے گا کہ وہ اپنی بیوی کو بلائے یا پھر خود آئے، یا نفقہ کا انتظام کرے یا پھر طلاق دیدے اور اگر شوہر ان میں سے کسی صورت پر بھی نہ ہو تو قاضی اسے ایک ماہ کی مہلت دے۔ ایک مہینہ مہلت کے بعد میں عورت کی دوبارہ درخواست کا وقت گزر گیا اور میری شکایت برقرار رہے تو قاضی تفریق کرادے گا۔([20])

شوہر کا مجنون ہونا:

شوہر کے جس جنون سے بیوی کے جسم و جان کو خطرہ لاحق ہو تو وہ جنون موجب تفریق ہے لیکن قاضی شوہر کو ایک مہینہ کیلئے علاج کی مہلت دے گا اگر افاقہ نہ ہوا تو قاضی تفریق کرادے گا۔([21])

یعنی ایسی بیماری کہ جس سے استفادہ مشکل ہو جائے جو نکاح کا اصل مقصد ہے تو مرد کو حق ہے عورت کو جدا کر دے اور عورت کو بھی حق ہے کہ وہ نکاح فسخ کرا لے۔

مرد نے اصلی حالت چھپا کر عورت سے دھوکے میں نکاح کیا:

اگر کسی نے اپنی اصلی حالت، اپنا خاندان، اپنا عقیدہ میں غلط بیانی کر کے لڑکی والوں کو دھوکے میں ڈال کر نکاح کر لیا تو عورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہو گا اور قاضی ثبوت شرعی کے بعد تفریق کرا دے گا۔([22])

خیار بلوغ:

نابالغ لڑکا یا نابالغ لڑکی کا نکاح باپ اور دادا کے علاوہ کوئی دوسرا اولی کفو میں بھی کرادے تب بھی بالغ ہونے پر دونوں کو خیار بلوغ حاصل ہو گا خواہ نکاح باقی رکھیں یا قاضی کے ذریعے فسخ کرالیں۔([23])

باپ اور دادا کے علاوہ میں عقل ناقص ہو گی مثلاً ماں ولیہ بنے تو شفقت کاملہ ہے مگر عقل ناقص ہے اس لئے کہا جاسکتا ہے نکاح صحیح جگہ نہیں کرایا۔ اگر قاضی، بھائی اور چچازاد بھائی نے شادی کرائی تو ان میں عقل کامل ہے مگر شفقت کاملہ نہیں ہے اس لئے بالغ ہونے کے بعد فسخ نکاح کا حق حاصل ہے اور فطرت کا بھی یہی تقاضا ہے۔

زوجین میں شقاق کا پایا جانا:

شقاق کا مطلب ہے کہ اتنا اختلاف کہ میاں، بیوی کا ایک ساتھ رہنا مشکل ہو جائے۔ شقاق نہ ہو تو بیوی ایک بوڑھے کے ساتھ بیماریوں کے باوجود ساتھ رہ لیتی ہے اور شقاق ہو تو دو جوان پڑھے لکھے خوبصورت جوڑے بھی چند دن نہیں رہ سکتے۔

شقاق کا معنی ہے "پھٹن" میاں بیوی میں اتنی نفرت ہو جائے کہ دونوں کا ساتھ رہنا مشکل ہو جائے تو اس صورت میں قاضی دونوں کی شکایتیں سن کر صلح کی کوشش کرے گا اگر ممکن نہ ہو تو طلاق دینا اور نکاح فسخ کرانا جائز ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَاۚ-اِنْ يُّرِيْدَاۤ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَاؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا"

"اور اگر تم کو میاں، بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک حاکم مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک حاکم عورت والوں کی طرف سے بھیجو۔ یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان میں میل (موافقت پیدا) کردے گا بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر دار ہے۔"([24])

شوہر بیوی کا حق ادا نہ کرے:

شوہر بیوی کو نان و نفقہ دے دیتا ہے مگر قدرت کے باوجود حقوق زوجیت (وطی) ادا نہیں کرتا تو عورت کو حق ہے کہ وہ تفریق لے سکتی ہے کیونکہ نکاح کا اصل مقصد ہی یہی ہے۔ کھانا پینا تو کہیں سے بھی کر سکتی ہے حقوق زوجیت کہاں سے ادا کرے گی؟ تو اس صورت میں عورت قاضی کے ذریعے تفریق لے سکتی ہے۔([25])

حدیث نبوی ﷺ ہے:

"عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ، فَطَلَّقَنِي، فَبَتَّ طَلَاقِي، فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ، وَإِنَّ مَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ، وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ"([26])

فساد نکاح کی وجہ سے تفریق:

نکاح فاسد ہو مثلاً

(1) بغیر گواہوں کے نکاح کیا ہو۔

(2) عورت کسی کی عدت میں ہو اور اس سے نکاح کیا ہو۔

(3) نسبی طور پر حرام تھی یا دامادگی کے رشتے سے حرام تھی، دودھ پلانے کی وجہ سے حرام تھی۔

اگر ان سب صورتوں میں نکاح کر لیا گیا تو نکاح فاسد ہو گیا اس صورت میں زوجین پر ایک دوسرے سے الگ ہونا لازمی ہے کیونکہ ایسا نکاح فاسد ہے اگر وہ دونوں جدا نہ ہوں تو قاضی ان میں تفریق کروادے گا([27])

زدکوب کی وجہ سے فسخ نکاح:

ہمارے معاشرے میں عورتوں کو زدکوب کرنا ہمارے معاشروں میں معمول نہیں تو کم از کم موجود ضرور ہے۔

قرآن مجید میں بڑی جامع اسلوب کے ساتھ عورت کی نافرمانی کے تین مدارج بیان کیے ہیں:

(1) نصیحت کرو (2) بستروں سے الگ کردو (3) مارپیٹ کرو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۖ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا"

"اور وہ عورتیں کہ تم جن کی نافرمانی کا خوف کھاتے ہو، ان کو نصیحت کرو اور ان کی ان کی خوابگاہوں سے جدا کردو اور ان کو مارو پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں، پس نہ تلاش کرو ان پر کوئی راستہ بے شک اللہ تعالیٰ بلند اور بڑا ہے۔"([28])

مارنے میں ایک ایسا درجہ ہے کہ ان کی مسواک کی مثل ہلکا سا مارو۔ ایسی مار کی شدید مخالفت کی گئی ہے کہ جس سے ان کو شدید تکلیف ہو۔

حدیث مبارکہ ہے "کہ عورتوں کو چہرے پر نہ مارو اور گالم گلوچ بھی نہ کرو۔"([29])

تنسیخ نکاح کے معاشرتی اثرات

معاشرے کا سب سے اہم اور بنیادی یونٹ خاندان ہے۔ خاندان عورت اور مرد کے درمیان رشتہ ازدواج سے وجود میں آتا ہے۔ اور خاندان سے ہی معاشرے وجود میں آتے ہیں۔ جس قدر خاندان کی اکائی مضبوط ہو گی اسی قدر معاشرہ مضبوط اور مستحکم ہو گا۔

جس طرح نکاح بہت سے تعلقات کے جڑنے کا سبب بنتا ہے بالکل اس کا ٹوٹنا بھی کئی سارے تعلقات کے ٹوٹنے یا اس میں خرابی کا باعث بنتا ہے۔ زوجین میں تفریق سے صرف دو زندگیاں ہی متاثر نہیں ہوتیں بلکہ پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔ کسی بھی فرد کی زندگی میں تبدیلی پورے معاشرے میں تبدیلی کا سبب بنتی ہے کیونکہ معاشرہ افراد سے بنتا ہے اور فرد ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں۔

"فسخ نکاح کے معاشرے پر مثبت اثرات بھی ہوتے ہیں اور منفی اثرات بھی ہوتے ہیں"

مثبت اثرات:

اگر عورت پر کہیں ظلم ہو رہا ہے تو وہ اس سے چھٹکارا پانے کیلئے عدالت سے رجوع کر سکتی ہے۔ تاکہ اس کی زندگی پرسکون ہو جائے۔

یعنی ایک طرف زوجین میں تفریق کا مثبت اثر یہ ہے کہ اس طرح وہ زبردستی کے بندھن سے آزاد ہو کر خوشحال زندگی گزار سکتی ہے اور روز کی لڑائی جھگڑے سے جو خاندان کے دوسرے افراد پریشان ہیں وہ ٹھیک ہو جائیں گے اور تفریق سے ایک اثر یہ بھی ہو گا کہ ان کو دیکھ کر دوسرے افراد سدھر جائیں گے۔

منفی اثرات:

خاندان جو کہ مرد و عورت کے باہم ملنے سے بنتا ہے اگر زوجین میں علیحدگی کے باعث وہ خاندان افراط و تفریط کا شکار ہو جاتا ہے تو اس کے معاشرے پر بے شمار اثرات مرتب ہوتے ہیں خاص طور پر مرد و عورت اور ان کی اولاد پر۔

بچوں پر فسخ نکاح کے اثرات:

زوجین میں تفریق کی وجہ سے بچوں کی شخصیت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہے اگر بچے بہت چھوٹے ہوں تو وہ اس عمل کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں لیکن اگر ان کی عمر اتنی ہو کہ وہ اس بات کو سمجھنے کے قابل ہوں کہ ہمارے والدین کے درمیان کیا معاملات طے پا رہے ہیں تو ان حالات میں کوئی مؤثر کردار ادا نہ کر سکنے پر اپنے آپ کو ہی قصوروار سمجھنے لگتے ہیں غصہ، شدت ان کی طبیعت کا حصہ بن جاتی ہے۔ جوں جوں وہ بڑے ہوتے جاتے ہیں ان میں منفی عوامل کی طرف رجحان بڑھتا جاتا ہے۔ جب وہ ارد گرد ایسے بچوں کو ملتے ہیں جو اپنے والدین کے ساتھ رہ رہے ہوتے ہیں۔ ان بچوں کا اپنے والدین کے ساتھ پیار و محبت اور والدین کا بچوں کے ساتھ مشفقانہ رویہ دیکھتے ہیں تو ان بچوں میں محرومی کا احساس مزید اجاگر ہوتا ہے وہ خود کو بیکار تصور کرتے ہیں اور سارے واقعہ کا ذمہ دار خود کو سمجھتے ہیں ان کا بچپن دل و دماغ کی نہ سلجھنے والی گتھیوں کو سلجھانے کی بجائے مزید الجھانے کا باعث بنتا ہے، وہ اسی میں گزر جاتا ہے۔

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ تفریق بھی کسی روایت کی طرح ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی ہے۔ تنسیخ کے ذریعے علیحدگی اختیار کرنے والے، والدین کے بچے بھی طلاق دینے یا لینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔

عورت کی زندگی پر تفریق کے اثرات:

تفریق کی آگ میں دو خاندان بری طرح جلتے اور جھلستے رہتے ہیں۔ تفریق کی صورت میں زیادہ تر نقصان عورت کو اور اس کے گھر والوں کو اٹھانا پڑتا ہے۔ ایک بہن کی طلاق کے سبب دوسری بہنوں کے رشتے نہیں آتے اور ایسے گھرانوں میں لوگ اپنی بیٹیاں دینے سے گریز کرتے ہیں۔ طلاق یافتہ عورت کا معیار معاشرے میں پست ہو جاتا ہے عورت پر معاشی ذمہ داری کا بوجھ بڑھ جاتا ہے۔

بعض دفعہ عورت تفریق نکاح کی وجہ سے خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کیونکہ وہ لوگوں کی باتوں اور خاندان کی بدنامی کو برداشت نہیں کر سکتی اور بعض دفعہ وہ اپنی اور اپنے بچوں کی ضروریات کی خاطر غلط راستے پر چل پڑتی ہے اور دنیا کے ساتھ ساتھ وہ اپنی آخرت برباد کر بیٹھتی ہے۔ بعض دفعہ عورت پر تفریق کا اتنا گہرا اثر پڑتا ہے کہ وہ ہر ایک فرد کے بارے میں غلط سوچنے پر مجبور ہو جاتی ہے اسے ہر فرد ایک جیسا لگتا ہے۔

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ تفریق کے بعد بچے عورت کے پاس ہی رہتے ہیں وہ اپنی اور اپنے بچوں کی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتی اور بہت سی مشکلات کا سامنا کرتی ہے اور ساری زندگی اپنے بچوں کے نام پر اپنی ساری خواہشات کو ختم کر کے بیٹھ جاتی ہے۔

مرد کی زندگی پر تفریق کے اثرات:

تفریق صرف دو اشخاص کی علیحدگی کا نام نہیں بلکہ یہ دو خاندانوں کے درمیان انتشار کا باعث بنتی ہے بلاشبہ جنسی خواہش، تمام خواہشات انسانیہ پر حاوی ہوتی ہے جو کہ فرد سے تکمیل تسکین کا تقاضا کرتی ہے اور یہ عورتوں کی نسبت مردوں میں زیادہ قوی ہوتی ہے۔

اگر اسباب تسکین مہیا نہ کیے جائیں تو وہ نہ صرف فرد کو شدید قلق و اضطراب میں مبتلا کر دیتی ہے بلکہ بسا اوقات ہلاکت کی اتھاہ گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے پر مجبور کر دیتی ہے اور خواہش کی تکمیل کیلئے انسان غلط راہ اختیار کرتا ہے۔ شرم و حیا کا وصف ختم ہو جاتا ہے اخلاقی لحاظ سے بھی اس کی قدر کم ہو جاتی ہے۔

بسا اوقات وہ عورت کی تنسیخ کرنے کو اپنی توہین سمجھ کر اپنی زندگی کو اجیرن بنالیتا ہے اگر وہ دوبارہ ازدواجی زندگی شروع کرے تب بھی وہ اپنی توہین کو بھلا نہیں سکتا اور اپنی انا کی تسکین کی وجہ سے وہ گناہ کے راستے پر چلنا شروع کر دیتا ہے

تنسیخ نکاح کے اسباب کا تدارک

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ مِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْہَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ"۔(30)

"اور اس کی قدرت کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا فرمائیں تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے، اور پیدا فرما دیے تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات۔ بے شک اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔"

میاں بیوی کیلئے اپنے اختلافات اور لڑائی جھگڑوں کو نمٹانے کیلئے ارشاد ربانی کو قبول کرنا ہی بہتر اور منفرد تدبیر ہے۔ جس کے سہارے ازدواجی زندگی استوار اور برقرار رہ سکتی ہے اور اسی میں ان کا اور ان کی اولاد کا مفاد ہے اسی کے تحت مجرم اپنے جرم اور گناہ کا اعتراف کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق اپنی اصلاح کرتا ہے نفسانی خواہش اور ذاتی مفاد کو خیر باد کہہ دیتا ہے۔

مرد کی برتری:

مرد اور عورت یکساں اہمیت کے حامل ہیں اسلام معاشرتی نظام میں حسن اور پائیداری قائم رکھنے کیلئے مرد کو عوورت پر ایک درجہ ترجیح دیتا ہے اور اس برتری کو نظام معاشرت میں توازن قائم رکھنے کیلئے ضروری قرار دیتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ"

"مرد عورتوں پر قوی ہیں اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت عطاء کی ہے اور اس بناء پر بھی کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں"۔

اقوام یا قیم اس فرد کو کہتے ہیں جو کسی فرد یا ادارے یا اجتماعی نظام کے معاملات کو چلانے، اسکی حفاظت و نگرانی کرنے کیلئے اور اس کیلئے مطلوبہ ضروریات فراہم کرنے کا ذمہ دار ہو مرد ان تینوں معنوں میں قوام ہے اور آج کے اس دور میں (جہاں ہر گھر میں ایک طلاق یافتہ لڑکی ہے) عورت مرد کی اس برتری کو تسلیم کرلے تو بہت سے مسائل شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جاتے ہیں، دم توڑ لیتے ہیں۔

زوجین کا کردار (میاں، بیوی):

جہاں مرد گھر بنانے کیلئے مادی وسائل مہیا کرتا ہے وہیں اپنی ذمہ داریوں کو احسن انداز میں ادا کر کے اسے پائیداری بھی عطاء کرتا ہے مرد اگر خاندان کیلئے معاشی اور معاشرتی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ عزت، روٹی، چھت اور چار دیواری فراہم کرتا ہے تو عورت اس مکان کو اپنے وجود سے اپنی توجہ، محبت، خلوص، وفا اور محنت سے گھر بناتی ہے وہ اپنی فہم و فراست اور حکمت سے خاندان کو آپس میں جوڑے رکھتی ہے انہیں بکھرنے نہیں دیتی، عورت کا وجود خاندان کو باطنی استحکام فراہم کرتا ہے۔

یعنی میاں بیوی دونوں مل کر ہی گھر بناتے ہیں اور گھر کو خوشحال بنانے اور خاندان اور معاشرے میں امن قائم رکھنے میں دونوں کا بڑا اہم کردار ہے۔

حسن سلوک:

زندگی میں حسن سلوک بہت اہمیت کا حامل ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے روزمرہ زندگی میں عورت کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَھُوْا شَيْـــًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا"

"اور ان عورتوں کے ساتھ حسن و خوبی سے گزر بسر کرو اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک چیز ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر بڑی منفعت رکھ دے"۔

اس آیت میں خاوند اور بیوی کے تعلقات کا ایسا جامع دستور پیش کیا گیا ہے جس سے بہتر کوئی دستور نہیں ہو سکتا اور اگر اس جامع ہدایت کی روشنی میں ازدواجی زندگی گزاری جائے تو اس رشتہ میں کبھی بھی تلخی اور کڑواہٹ پیدا ہی نہ ہو۔

عفو در گزر:

خاندانی زندگی میں عفو در گزر کامیابی کی کنجی ہے۔ زوجین کے درمیان اختلافات کا ہونا فطری امر ہے۔ انسان خطاء کا پتلا ہے لیکن ایسے مواقع پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا اور عفو در گزر سے کام لینا بہت سی پیچیدگیوں سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ اگر خاوند اور بیوی عفو در گزر سے کام نہ لیں تو نوبت لڑائی جھگڑوں سے ہوتی ہوئی علیحدگی تک جا پہنچتی ہے جس سے خاندان کا شیرازہ منتشر ہو سکتا ہے۔

اخلاق:

شوہر کو چاہیے کہ وہ بیوی میں اچھے اخلاق کو دیکھے اور بیوی کی برائی کے بدلے میں اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرے کسی معمولی سی بات کی وجہ سے دل میں نفرت، بغض اور کینہ نہ پال لے۔

باہمی مشاورت:

کامیاب اور پر امن زندگی گزارنے کیلئے مشاورتی نظام اپنانا از حد ضروری ہے خاوند اور بیوی چونکہ باہم رفیق ہوتے ہیں تو زندگی کے نشیب و فراز کا سامنا کرنے کیلئے اپنے رفیق حیات سے بڑھ کر مخلص کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ باہمی مشاورت سے زوجین جو امور سر انجام دیں گے اس سے خاندانی نظام کو مزید تقویت حاصل ہوتی ہے کیونکہ دونوں ہی کے پیش نظر خاندان کی فلاح و بہبود اور بھلائی ہوتی ہے۔

رازداری:

قرآن مجید میں زوجین کو ایک لباس قرار دیا گیا ہے اور یہ ایک لباس ہی کی طرح ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے عیوب، کمزوریوں اور خامیوں سے واقف ہوتے ہیں۔ زوجین ایک دوسرے کے عیوب کی تشہیر نہ کرتے پھریں۔ مشترک معاملات کو نہ پھیلائیں۔ کیونکہ یہ بات عہد زوجیت میں خیانت شمار ہو گی۔ ایسا رویہ بد اخلاقی زوجین کے درمیان اختلافات کی آگ بھڑکانے اور ضد اور لڑائی جھگڑوں کی نوبت تک جا پہنچتی ہے اور پھر یہی باتیں تفریق کا سبب بنتی ہیں لہذا زوجین کو ایک دوسرے کے رازوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔

عزت و احترام:

خاندانی زندگی میں جہاں محبت اور الفت، حسن سلوک کی اہمیت ہے وہیں افراد خانہ اور بالخصوص زوجین کے درمیان عزت و احترام کو ہونا بہت ضروری ہے۔ شرف انسانیت کی بناء پر ایک دوسرے کی رائے کو اہمیت دینا، ایک دوسرے کو عزت دینا، مختلف معاملات میں شخصی آزادی کا خیال رکھنا خاندان کو مستحکم و مضبوط کرنے کا سبب بنتا ہے۔

حوالہ جات

---

[1] ۔ احمد بن محمد، المصباح المنیر، الناشر: المکتبہ العلمیہ البیروت، 624:2۔

[2] ۔ تنزیل الرحمن، ڈاکٹر، مجوعہ قوانین، الناشر: اداہ تحقیقات اسلامیہ، 56:1۔

[3] ۔ ابوزہرہ، الاحوال الشخصیہ، الناشر: دارالفکر العربی قاہرہ، ص:19۔

[4] ۔ القرآن(2)229

[5] ۔ القرآن(2)279

[6] ۔ القرآن(2)229،30،31

[7] ۔ احمد بن شعیب بن علی الخراسانی، السنن النسائی، باب، ماجاء فی الخلع، حدیث:3465

[8] ۔ القرآن(2)229

[9] ۔ القرآن(4)4

[10] ۔ البخاری، الجامع الصحیح، باب، الخلع و کیف الطلاق فیہ، رقم الحدیث، 5273

[11] ۔ الحیلۃ الناجزہ، ص، 149-152

[12] ۔ الحیلۃ الناجزہ، ص، 149-152

[13] ۔ المغنی، 131:7

[14] ۔ القرآن(65)7

[15] ۔ محمد بن احمد، ابن رشد مع مدونۃ الکبریٰ، الناشر: مکتبہ المکرمہ، 295:5

[16] ۔ الحیلۃ الناجزہ، ص، 63:62

[17] ۔ الحیلۃ الناجزہ، ص، 67:68

[18] ۔ الحیلۃ الناجزہ، ص، 77:78

[19] ۔ مجموعہ قوانین اسلام، دفعہ 76، ص195

[20] ۔ مجموعہ قوانین اسلام، دفعہ 83، ص202

[21] ۔ مجموعہ قوانین اسلام، دفعہ 72، ص192

[22] ۔ القرآن(4)35

[23] ۔ مجموعہ قوانین اسلام، دفعہ 73، ص92

[24] ۔ الجامع المسلم، باب، لا تحل المطلقہ ثلاثہ المطلقاالخ، رقم الحدیث:3526

[25] ۔ مجموعہ قوانین اسلام، دفعہ 85، ص206

[26] ۔ مجموعہ قوانین اسلام، دفعہ 84، ص603

[27] ۔ القرآن(6)34

[28] ۔ ابن جریر، طبری، جامع البیان فی تفسیر آی القرآن، 66:5

[29] ۔ سنن ابی داؤد، باب، فی خلع، رقم الحدیث:2228

[30] ۔ القرآن(4)34